ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

مضاربت سے متعلق ابن حزم کے افکار اور ان کے عصری اطلاقات

Ibn Hazm's Thoughts on Meditation and Their Contemporary Applications

Bilal Ahmed
Assistant professor
Ph.D schlor at Baha ul din zikriya university Multan
Department Of islamic Studies Government Graduate college khanpur
bilalahmedsaeedi@gmail.com
Muhammad Abu Bakar
MPhil scholar at the Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Islamabad
Urdu and Islamic Studies teacher at Dar-e-Arqam Schools, F-6, Islamabad
saeed.abdullah.reh@gmail.com
Dr. Muhammad Sohail
Associate Professor (Islamic Studies)
Iqra National University Peshawer.
dr.sohail333@gmail.com

Abstract:

Mudarabat, Mudarabah refers to a contract in which one party is the owner of money, who gives capital, and the other party is the Mudarib, who works or works, and the profit is divided between the two. and it has its own rules, while according to Malikiyyah, Mudarabat is a type of participation. Keeping in mind the human need, the Holy Shariat has declared the matter of Mudarabat as legitimate. Therefore, all imams agree on its justification.

The Hanafi's position is that it is not permissible to agree and accept the contract of mudarabat and to make mudarabah with offerings, that is, goods, while according to Malikiyyah, it is permissible, and Malikiyya's opinion has priority in the present age. There is a difference between the two religions in terms of abusing the obligatory religion on another person and abusing the entrusted property, and the Hanafi religion has priority in the present age.

مضاربت، مضاربہ سے مراد ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق رب المال ہوتا ہے جو سرمایہ دیتا ہے اور دوسرا فریق مضارب ہوتا ہے جو محنت یا کام کرتا ہے اور نفع دونوں میں تقسیم ہوتا ہے احناف کے نزدیک مضاربہ کے عقد کی اپنی جداگانہ حیثیت ہے اور اس کے اپنے احکام ہیں جب کہ مالکیہ کے نزدیک مضاربت شرکت کی ہی ایک قسم ہے۔ انسانی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے شریعت مطہرہ نے مضاربت کا معاملہ جائز قرار دیا ہے مضاربت کا جواز قرآن وسنت، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے اسی لیے اس کے جواز پر تمام ائمہ متفق ہیں۔

عقد مضاربت میں معنوی طور پر ایجاب وقبول کرنے اور عروض یعنی سامان سے مضاربت کرنے میں احناف کا موقف ہے کہ جائز نہیں ہے جب کہ مالکیہ کے نزدیک جائز ہے اور عصر حاضر میں مالکیہ کی رائے کو ترجیح حاصل ہے۔ عامل یعنی مضارب کے علاوہ کسی دوسرے شخص پر واجب دین سے مضاربت کرنا اور ودیعت شدہ مال سے مضاربت کرنے کے حوالے سے دونوں مذاہب میں اختلاف پایا جاتا ہے اور عصر حاضر میں حنفی مذہب کو ترجیح حاصل ہے۔

مضاربت کا مفہوم

مضاربت کا لفظ "ضرب" سے نکلا ہے اور اہل لغت نے اس کے متعدد معنی بیان کیے ہیں جن میں مارنا، بیان کرنا، سفر کرنا، حصہ لگانا اور چلنا شامل ہے۔ مضاربہ بروزن مفاعلہ "ضرب فی الارض" سے ماخوذ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

"واذا ضربتم في الأرض-"[1]

"اور جب تم زمین میں سفر کرو"

چونکہ کاروبار میں سفر کرنا ضروری ہوتا ہے اس لیے اس کا نام مضاربت رکھ دیا ہے، وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:-

هی فی لغة اهل العراق تسمی مضاربة و في لغة اهل الحجاز تسمى قراضا، وهو مشتق من القرض وهو القطع لأن المالك يقطع للعامل قطعة من ماله يتصرف فيها و يعطيه قطعة من الربح أو لأن المال من المالك والعمل من العامل، وفی هذا تشبه الاجارة لان العامل فيها يستحق حصته من الريخ جزاء عمله في المال واهل العراق يسمون القراض مضاربة، لان كلا من العاقدين يضرب بسهم في الربح، ولان العامل يحتاج الى السفر والسفر ضرب في الارض-[2]

"اہل عراق کی لغت میں اس کو مضاربت اور اہل حجاز کی لغت میں قراض کہتے ہیں، اور قراض، قرض سے مشتق ہے جس کے معنی حصہ جدا کر کے دینا ہے جس میں وہ تصرف کرتا ہے اور مالک اس کو نفع کا ایک حصہ دیتا ہے، یا یہ معارضہ سے مشتق ہے اور معارضہ مالک اور عامل کے نفع کے استحقاق میں برابر ہونے کی وجہ سے برابری کرنے کو کہتے ہیں یا مال مالک کی جانب سے اور کام مضارب کی جانب سے ہوتا ہے، اس لحاظ سے یہ اجارہ کے مشابہ ہے کیونکہ معارضہ میں کامل مال مضاربت میں کام کرنے کی وجہ سے وہ منافع کے ایک حصہ کا مستحق ہوتا ہے، اور اہل عراق قراض کو مضاربت کہتے ہیں کیونکہ عاقدین میں سے ہر ایک منافع کے ایک حصہ میں شریک ہوتا ہے اور اس وجہ سے بھی قراض کو مضاربت کہتے ہیں کہ عامل سفر کرنے کی احتیاجی رکھتا ہے اور تجارت وغیرہ کے لیے جانے کو سفر کہتے ہیں۔

مضاربت کی یہ تعریف وھبہ زحیلی کے نزدیک ہے ایک اور آسان تعریف یہ ہے:

عقد بين الثنين يتضمن ان يدفع احد هما الآخر مالا يملك ليتجر فيه بجزء شائع معلوم من الربح كنصف أو ثلث او نحوهما بشرائط مخصوصة -[3]

دو افراد کا بایں طور پر عقد کرنا کہ ان میں سے ایک دوسرے کو مال دے تاکہ وہ معلوم منافع یعنی ثلث وغیرہ کے عوض مخصوص شرائط کے ساتھ اس میں تجارت کرے۔"

مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ مضاربت ایسے عقد کو کہتے ہیں جو دو افراد کے درمیان طے پاتا ہے جن میں سے ایک اپنا مال دوسرے کو تجارت کی غرض سے دیتا ہے اور دوسرا محنت کرتا ہے اور جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ طے شدہ شرائط کے مطابق تقسیم کر لیا جاتا ہے اور اگر تجارت میں خسارہ ہو تو وہ مالک کو برداشت کرنا پڑے گا مضارب کے ذمہ کچھ نہیں ہو گا اسے اس قدر نقصان ہی کافی ہے کہ اس کی ساری محنت رائیگاں چلی گئی۔

مضاربت کی مشروعیت

مضاربت کی مشروعیت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

---

[1] International encyclopedia of social sciences, edition 1974, Vol. 15,p.521

[2] وھبہ الزحیلی، (۲۰۱۸) الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار ابن صادر بیروت، ج ۲، ص 281

[3] ایضاً، ص:156

JAHAN TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

"وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ"[4]

"اور دوسرے لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور زمین میں سفر کرتے ہیں"

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو اللہ تعالی کا فضل تلاش کرتے ہوئے مختلف شہروں کا سفر کرتے ہیں اور اپنا رزق حاصل کرتے ہیں اس لیے اس آیت سے مضاربت کا جواز ملتا ہے۔ جو لوگ مضاربت کرتے ہوئے اپنا سفر کرتے ہیں قرآن کریم نے ان کے رزق کو اللہ تعالی کا فضل قرار دیا ہے، قرآن کریم کی طرح حدیث مبارکہ سے بھی مضاربت کا ثبوت ملتا ہے، حضرت عباس بن طلب رضی اللہ تعالی عنہ مخصوص شرائط کے ساتھ مضاربت کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اظہار کرتے پسند فرمایا۔ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے مال کو مضاربت کے طور پر حاصل کر کے شام کی تجارت کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت ہے کہ مضاربت میں برکت ہے۔

عن صهيب رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلث فيهن البركة: البيع إلى أجل، والمقارضة، وخلط البر بالشعير للبيت لا للبيع-[5]

حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تین چیزوں میں برکت ہے، وقت پر بیع کرنا، مضاربت اور گندم کو جو کے ساتھ ملانا گھر کے لیے نہ کہ بیع کیلئے۔"

صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے منقول ہے کہ وہ یتیم کے مال کو مضاربت پر دیا کرتے تھے اور آج تک فقہاء نے مضاربت کا انکار نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مضاربت کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔ امام ابن حزم مضاربت سے متعلق مراتب الاجماع میں تحریر کرتے ہیں۔

كل ابواب الفقه ليس منها باب إلا وله اصل في القرآن وسنته تعلم و الله الحمد حلت القرض مما وجدناه اصلاً فيها البقته ولكنه اجتماع صحيح مجرد والذي تقطع عليه أنه كان في عصر النبي وعلمه فاقره ولولا ذلك ما جائز-[6]

فقہ کے تمام ابواب میں کوئی باب ایسا نہیں ہے جس کی اصل قرآن و سنت میں نہ ہو سوائے مضاربت کے، ہم قرآن و سنت میں اس اصل کو نہیں پاتے ہیں لیکن اسکے جواز پر اجماع واقع ہو چکا ہے اور جس چیز پر ہم مطلع ہیں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے میں موجود تھی آپ کو اس کا علم بھی تھا اور آپ نے اسے برقرار بھی رکھا اگر ایسا معاملہ نہ ہوتا تو یہ جائز نہ ہوتی۔"

امام ابن حزم نے بھی مضاربت کو جائز قرار دیا ہے اگرچہ ان کے نزدیک قرآن و سنت میں اس کی اصل موجود نہیں ہے۔ ابن حزم کا یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تقریر بھی سنت کا درجہ رکھتی ہے، اور تقریر سے مراد ہر وہ کام جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے کیا گیا اور آپ اس پر خاموش رہے، یہ شریعت میں مشروع ہے۔ اور مضاربت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خود حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے کی تھی۔ اس لیے سنت سے براہ راست اس کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ مزید وضاحت کرتے ہوئے المحلی میں لکھتے ہیں:

---

4 المزمل:۲۰

5 بخاری، محمد بن اسماعیل، (۲۰۲۰) صحیح البخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور، رقم:۴۳۱۲

6 ابن حزم، علی بن احمد، (۲۰۱۲) المحلی بالآثار، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج4، ص:281

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

القراض كان فی الجاهلية وكانت قريش اهل تجارة لامعاش لهم من غيرها وفيهم الشيخ الكبير الذي لا يطيق السفر والمرأة والصغير واليتيم فكانوا ذو الشغل المرض يعطون المال مضاربة لمن يتجربه بجزء مسمى من الربح فأقر رسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلّم ذلك في الإسلام وعمل به المسلمون عملاً متيقناً لا خلاف فيه-[7]

زمانہ جاہلیت میں مضاربت ہوا کرتی تھی اور قریش کے پاس سوائے تجارت کے کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا اور ان میں ضعیف بوڑھے، عورتیں، بچے اور یتیم بھی تھے تو ان میں مصروف اور بیمار لوگ اپنا مال مضاربت کی غرض سے تجربہ کار شخص کو دیا کرتے تھے جو مقرر نفع پر ان کے لیے تجارت کرتے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے اسلام میں بھی بر قرار رکھا اور مسلمانوں نے بھی اس پر عمل کیا۔ کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔"

اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن حزم کے نزدیک مضاربت پر کاروبار کرنا درست ہے شریعت مطہرہ نے اس کی اجازت دی ہے اور کسی فقیہ نے اسے ناجائز نہیں کہا ہے بلکہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، مضاربت کا جواز اس لئے بھی ہے کہ معاشرہ میں ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جن کے پاس مال تو ہوتا ہے مگر وہ تجارت یا کوئی کاروبار نہیں کر سکتے ہیں وہ بیمار ہوتے ہیں یا انہیں کاروبار کا تجربہ نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنا مال کسی دوسرے کو دیتے ہیں جسے کاروبار کا تجربہ ہو یا وہ مال کا محتاج ہو تو وہ منافع کی غرض سے اس سرمایہ سے کاروبار کرتا ہے اور جو نفع حاصل ہوتا ہے اسے متعینہ مقدار کے مطابق آپس میں تقسیم کر لیا جاتا ہے اس طرح دونوں کو فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔

مضاربت سے متعلق ابن حزم کے افکار

مضاربت میں سرمایہ صرف نقدی، سونا یا چاندی کی صورت میں ہو گا

مضاربت میں ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے محنت ہوتی ہے اور پھر اس کا کاروبار کیا جاتا ہے، مضاربت میں بنیادی حیثیت جسے حاصل ہے وہ سرمایہ ہے کہ سرمایہ نقدی کی صورت میں ہو گا یا عروض کی صورت میں ابن حزم اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

القراض إنما هو بالدنانير والدراهم ولا يجوز بغير ذلك إلا بأن يعطيه العرض فيأمره ببيعه بثمن محدود وبأن يأخذ الثمن فيعمل به قراضا لأن هذا مجمع عليه-[8]

مضاربت صرف درہم و دینار کے ساتھ ہوتی ہے ان کے بغیر جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اسے سامان دیدے اور اسے مقررہ قیمت پر بیچنے کا حکم دے یا پھر وہ اس بات کا حکم دے کہ اس سامان کو بیچ کر جو قیمت ملے اس سے مضاربت پر کام کرے کیونکہ اس مسئلہ پر اتفاق ہے۔"

ابن حزم کے نزدیک سرمایہ نقدی، سونا یا چاندی کی صورت میں ہونا چاہیے وگرنہ مضاربت صحیح نہیں ہو گی۔ تجارت کے مال کے ساتھ مضاربت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ تجارت کے مال کی قیمتوں میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے منافع کی مقدار بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلا رب المال کہے کہ یہ کپڑا پانچ ہزار کا ہے یہ لو اور اسے مضاربت کی بنا پر بیچو تو یہ معاملہ درست نہیں ہے، اگر مضارب سے کہا جائے کہ یہ مال لو اور اسے بیچ کر اور اس سے حاصل ہونے والے سرمایہ کو یہ مضاربت کے طور پر استعمال کرو تو یہ جائز ہے، اس طرح ابن حزم کے نزدیک مضاربت کیلئے سرمایہ فراہم کرنے کی صرف دو صورتیں ہیں پہلی کہ سرمایہ نقدی کی صورت میں فراہم کیا جائے اور دوسری یہ کہ کوئی چیز دیدی جائے تاکہ اسے بیچ کر جو قیمت حاصل ہو اسے بطور سرمایہ استعمال کیا جائے ان دو صورتوں کے علاوہ سرمایہ فراہم کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

عقد مضاربت میں مدت کا تعین نہیں کیا جائے گا

---

[7] ایضاً، ج ۴، ص: 12

[8] ایضا، ج ۴، ص: 12

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

عقد مضاربت میں مدت کا تعین نہیں کیا جائے گا کہ اتنی مدت کیلئے میں تمھیں رقم دیتا ہوں اس سے کاروبار کر لو اور جب مدت ختم ہو جائے گی تو میں واپس لے لوں گا ابن حزم فرماتے ہیں:

"لا يجوز القراض إلى أجل مسمى أصلاً إلا ماجاء به نص أو إجماع"[9]

مضاربت معینہ مدت کیلئے قطعی طور پر جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر کوئی نص وارد ہو یا اجماع منعقد ہو جائے۔"

ابن حزم کے نزدیک عقد مضاربت میں مدت کا تعین نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے معینہ مدت تک کاروبار پایہ تکمیل کو نہ پہنچے یا معینہ مدت پر اس سامان کی قیمت صحیح نہ ہو اس طرح دونوں صورتوں میں اس کیلئے نقصان کے ساتھ سامان فروخت کرنا ضروری ہو جائے گا اور دونوں کا نقصان ہو جائے گا اور مضاربت کا مقصد بھی فوت ہو جائے گا کیونکہ مضاربت کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ وہ افراد معاشرہ جو تہی دست ہیں ان کی معاونت کی جائے اور ان کیلئے روزگار کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں، مضاربت میں مدت کا تعین کر کے ان کو نفع سے محروم کرتا ہے اور جو صحت وہ مقررہ مدت میں کریں گے وہ سب ضائع ہو جائے گی اس لئے مضاربت میں مدت کا تعین درست نہیں ہے۔

مضاربت میں نفع اور سرمایہ کا تعین ضروری ہے

مضاربت شروع کرنے سے پہلے سرمایہ اور نفع کا تعین کرنا ضروری ہے سرمایہ کا تعین اس طرح کہ پہلے متعین کیا جائے گا کہ کاروبار کس چیز کا کرنا ہے اور نفع کا تعین کیا جائے گا کہ مالک کیلئے نفع کا کتنا حصہ اور مضارب کیلئے کتنا ہے پھر کاروبار شروع کیا جائے گا:

لا يجوز القراض إلا بأن يسميا السهم الذي يتقارضان عليه من الربح كسدس، أو ربع، أو ثلث، أو نصف، أو نحو ذلك يبينا مالكل واحد منهما من الربح لأنه إن لم يكن فكذا لم يكن قراضا [10]

"مضاربت صرف اسی صورت میں جائز ہے کہ فریقین اپنے اس حصہ کو متعین کر لیں جس پر وہ مضاربت کر رہے ہیں جیسے چھٹا، تیسرا، چوتھا، آدھا یا اس کے علاوہ کوئی بھی حصہ متعین کر لیں جو ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے ہے اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو یہ مضاربت نہیں ہو گی۔"

مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ کا معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ کسی قسم کا جھگڑا پیدا نہ ہو سکے، مضاربت کے معاہدہ کے وقت مال کے مالک کے پاس سرمایہ کا پایا جانا ضروری ہے، رب المال پر اگر قرض ہو تو اس کی بنیاد پر معاہدہ مضاربت نہیں ہو سکتا اور جو نفع حاصل ہو گا اس کی مقدار بھی متعین کرنا ضروری تاکہ دونوں کو معلوم ہو کہ ان کے نفع کی شرح کیا ہے اگر نفع شرح متعین نہیں کی جاتی ہے تو پھر مضاربت نہیں ہو گی اگر کوئی آدمی اس طرح کرتا ہے تو باطل کام کرتا ہے۔

کاروبار کے اختتام پر نفع کی تقسیم فوری ہو گی

مضارب جب کاروبار کر لے اور وہ اپنی تکمیل کو پہنچ جائے جس سے نفع بھی حاصل ہو تو اس نفع کی فوری تقسیم ضروری ہے اگر اس میں تاخیر کر دی گئی اور نیا کاروبار شروع کر دیا گیا تو یہ سارا نفع اصل سرمایہ میں تبدیل ہو جائے گا اور پچھلے عقد کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی وہ عقد اسی طرح ہو جائے گا کہ گویا کہ یہ ایک نیا عقد ہے ابن حزم لکھتے ہیں:

كل ريح ربحاه فلهما أن يتقاسماه فإن لم يفعلا وتركا الامر بحسبه ثم خسر في المال فلا ريح للعامل[11]

---

[9] ایضاء، ج ۴، ص:21

[10] ایضا، ج ۴، ص:24

[11] ایضاً، ج ۴، ص:34

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

جو نفع وہ دونوں حاصل کریں تو ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسے تقسیم کر لیں اور اگر وہ اس طرح نہ کریں اور معاملہ موقوف کر دیں پھر کاروبار میں نقصان ہو جائے تو مضارب کیلئے کوئی نفع نہیں ہے۔"

ابن حزم کے نزدیک جس وقت کوئی کاروبار پایہ تکمیل کو پہنچے تو اس کے نفع کی فوری تقسیم ضروری ہے اور اگر نفع تقسیم نہ کیا گیا اور اسے کاروبار میں لگا دیا گیا تو وہ اصل سرمایہ بن جائے گا، کچھ لوگ کاروبار کرتے ہیں اور منافع کو اگلے کاروبار تک موقوف کر دیتے ہیں اور پھر اصل سرمایہ کہ لحاظ سے نفع تقسیم کر لیتے ہیں یہ اسوقت تو درست ہو سکتا ہے جب ہر مرتبہ کاروبار میں نفع حاصل ہو اور خدانخواستہ اگر کاروبار میں نقصان ہو جائے تو بات نزاع تک پہنچ سکتی ہے اس سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ نفع موقع پر تقسیم کر لیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا اور کاروبار دوبارہ شروع کر لیا گیا پھر خسارہ ہو گیا تو مضارب کو وہ نفع بھی نہیں ملے گا جو اسے پہلے کاروبار میں حاصل ہوا تھا۔

ابن حزم کے نزدیک مضاربت کے احکام

1. مضارب رب المال سے کسی ایسے غلام یا اجیر کا مطالبہ نہیں کر سکتا جو کاروبار میں اس کی معاونت کرے، مضارب کی طرف سے ایسا مطالبہ کرنا باطل ہے۔[12]
2. مضارب اصل سرمایہ اور حاصل کردہ نفع میں سے اپنی ذاتی ضرورت کیلئے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتا، نہ وہ کوئی چیز کھا سکتا ہے اور نہ کوئی لباس خرید کر پہن سکتا ہے۔[13]
3. مضاربت میں اگر سرمایہ تلف ہو جائے اگرچہ سارا ضائع ہو جائے تو مضارب پر کسی قسم کا جرمانہ نہیں ہو گا اور اسی طرح اگر کاروبار میں نقصان ہو جائے تو مضارب کے ذمہ نقصان نہیں ڈالا جائے گا اور نہ ہی وہ رب المال سے کسی چیز کا مطالبہ کر سکتا ہے، البتہ اگر سرمایہ مضارب کی غفلت کی وجہ سے ضائع ہوا تو اس پر جرمانہ عائد کیا جائے گا کیونکہ ابن حزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہیں(إن دماءکم وأموالکم علیکم حرام)اور ابن حزم کی دوسری دلیل اللہ تعالی کا فرمان عالیشان ہے(تعاونوا علی البر والتقوی)۔[14]
4. فریقین میں سے اگر کوئی بھی اس عقد کو ختم کرنا چاہے تو اسے اختیار حاصل ہے مگر اس صورت میں مضارب کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ رب المال کو مال فروخت کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اگرچہ کاروبار میں خسارہ ہو جائے۔[15]
5. اگر مضارب نے مضاربت کے سرمایہ سے کوئی لونڈی خرید لی پھر اس سے وطی بھی کر لی اور وہ لونڈی بچہ جن دے تو وہ بچہ رب المال کا غلام ہو گا کیونکہ لونڈی بھی اس کے مال میں شامل ہے۔[16]

---

[12] ایضا، ج ۴ ص:39

[13] ایضا، ج ۴، ص:44

[14] ایضاً، ج ۴، ص:58

[15] ایضاً، ج ۴، ص:59

[16] ایضا، ج ۴، ص:65

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

6. مضارب کا حصہ منافع میں سے طے کیا جائے گا نہ کہ اصل سرمایہ سے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ نصف مال تمہارا اور منافع میں سے بھی اتنا تمہارا تو یہ درست نہیں ہے۔[17]
7. اگر مضارب سے یہ کہا جائے کہ اس سرمایہ سے کاروبار کرو اور منافع میں سے تمہیں دو ہزار رقم ملے گی تو مضاربت کا عمل فاسد ہو جائے گا۔[18]

عقد مضاربت کے اختتام کی صورتیں

عقد مضاربت کو ختم کرنے کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ فریقین باہمی رضامندی سے یا ان میں سے کوئی ایک جس وقت چاہے عقد مضاربت ختم کر سکتا ہے یعنی فریقین کو اختیار حاصل ہوتا ہے وہ جس وقت چاہیں مضاربت ختم کر سکتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں فریقین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو مضاربت خود بخود ختم ہو جائے گی۔ رب المال کے فوت ہونے کی صورت میں اس لئے عقد باطل ہو گا کہ مال کسی دوسرے کی ملکیت میں چلا گیا ہے جس سے یہ عقد کیا ہی نہیں گیا ہے اور مضارب کے فوت ہونے کی صورت میں اس لئے عقد باطل ہو گا کہ یہ مضارب سے تھا نہ اس کے ورثہ کیلئے، اس لئے دونوں میں سے کسی ایک کی وفات کی صورت میں نفع سارا کا سارا رب المال یا اس کے ورثہ کیلئے ہو گا اور مضارب یا اس کے ورثہ کیلئے اس قدر مال ملے گا جس قدر اس نے کام کیا ہے۔

بینک کا معاملہ مضاربت درست نہیں ہے

عصر حاضر میں بینک لوگوں سے قرض لیکر مضارب کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور اگر کاروبار میں نقصان ہو جائے اور راس المال تلف ہو جائے تو سارے کا سارا خسارہ مضارب یعنی بینک پر ہو گا اور اسی طرح اگر بینک کسی آدمی کو مضاربت کی بنیاد پر رقم دے اور وہ آدمی مضارب کی حیثیت سے اس سرمایہ کو اپنے کاروبار میں لگائے اور خدانخواستہ کاروبار میں نقصان ہو جائے اور مال ضائع ہو جائے تو یہاں بھی وہ سارا وبال مضارب پر ہو گا رب المال یعنی بینک پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ وہ سرمایہ جو بینک مضاربت کی بنیاد پر لگاتا ہے وہ صورت میں مضارب سے واپس سود سمیت لیتا ہے اگرچہ مضارب کے پاس سارا مال ضائع ہو جائے اس لئے ابن حزم کے افکار کی روشنی میں بینک کا عقد مضاربت کرنا جائز نہیں ہے آپ المحلی میں فرماتے ہیں:

لا يجوز القراض إلا بأن يسميا السهم الذي يتقارضان عليه من الربح كدس أو ربع أو ثلث أو نصف أو نحو ذلك ويبينا ما لكل واحد منهما من الربح، لأنه إن لم يكن هكذا لم يكن قراضاً ولا عرفا ما يعمل العامل عليه فهو باطل ۔[19]

"مضاربت جائز نہیں ہے مگر جب فریقین جو کاروبار کر رہے ہیں اس میں اپنا حصہ متعین کر لیں تو درست ہے جیسا کہ نفع کا چھٹا، چوتھا، ایک تہائی یا نصف نفع متعین کیا جائے، اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے نفع کو واضح کر دے وگرنہ عقد مضاربت جائز نہیں ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو یہ مضاربت نہیں ہو گی اور نہ ہی عرف میں کوئی ایسے کرتا ہے کیونکہ ایسا کرنا باطل ہے۔"

ابن حزم کی اس تحریر کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ بینک جو عقد مضاربت لوگوں سے طے کرتا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ مضارب کو جو رقم دی جاتی ہے وہ رقم ذاتی استعمال پر نہیں لگائی جا سکتی اور اس رقم سے کیے جانے والے کاروبار کے علاوہ کسی بھی ضرورت کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ بینک مضاربت کے نام پر جب لوگوں کو رقم دیتا ہے یا ان سے وصول کرتا ہے تو ہر کسی کو اس رقم کو استعمال کرنے کی چھوٹ ہوتی ہے کہ وہ جہاں چاہیں رقم خرچ لیں۔ بینک کو صرف

---

17 القرآن(164:6)

18 المحلی،ج:4،ص:65

19 المحلی،ج۴،ص،٦٦

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

اپنے انٹرسٹ سے غرض ہوتی ہے اس کے علاوہ عقد مضاربت میں اس وقت تک نفع تقسیم نہیں ہو سکتا جب تک کہ کاروبار اپنی تکمیل کو نہ پہنچے جبکہ اپنے قرض خواہ کو قرض دے دیتا ہے تو بینک اپنا نفع حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے اگرچہ وہ سرمایہ ابھی تک کسی کاروبار میں نہ لگایا گیا ہو اس لئے بینک کا عقد مضاربت بھی درست نہیں ہے۔

مضاربت سے متعلق ابن حزم کے افکار کے عصری اطلاقات

عصر حاضر میں مضاربت کی بنیاد پر کاروبار کرنا درست ہے اس کے جواز کا ثبوت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ملتا ہے، مضاربت میں ایک فریق کی طرف سے سرمایہ لگایا جاتا ہے جبکہ دوسرے فریق کی طرف سے تجربہ اور محنت کا استعمال ہوتا ہے اور اس سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اسے متعینہ مقدار سے تقسیم کر لیا جاتا ہے جس کا تعین پہلے سے کرنا ضروری ہے وگرنہ یہ عقد باطل ہو جائے گا، مضاربت میں جو سرمایہ لگایا جاتا ہے اس کا نقدی، سونا یا چاندی کی صورت میں ہونا ضروری ہے مال تجارت پر مضاربت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی قیمت کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے البتہ اگر رب المال مضارب کو کوئی سامان فراہم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے بیچ کر جو رقم حاصل ہو گی اس سے مضاربت کرو تو یہ درست ہے اور اس عقد میں مدت کا تعین نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسے ہی کاروبار کیا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے متعینہ وقت پر کاروبار پایہ تکمیل کو نہ پہنچے اور جو منافع حاصل ہونا تھے فریقین اس سے محروم رہ جائیں اور فریقین جب چاہیں اس عقد کو ختم کر سکتے ہیں اور مال اس وقت بیچا جائے گا خواہ اس میں نفع ہو یا خسارہ، رب المال کی طرف مضارب کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ صبر کرے اور جب نفع ہو گا تو ہی مال بیچا جائے اور اگر انہوں نے اپنی زندگی میں اسے ختم نہ کیا تو دونوں میں سے کسی ایک کی موت کی صورت میں خود بخود ختم ہو جائے گا۔

مضاربت کرتے وقت مضارب کیلئے وہی نفع ہے جو ابتداء مقرر کر لیا گیا ہے اس کے علاوہ وہ سرمایہ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا ہے اگر وہ اپنی ذاتی ضروریات کیلئے اصل سرمایہ میں سے خرچ کرتا ہے یعنی اپنی ضروریات اصل سرمایہ میں سے پوری کرتا ہے جیسے کپڑا اور کھانا وغیرہ تو یہ رقم اس کے اصل سرمایہ میں سے کاٹی جائے گی اس طرح اگر وہ اپنی آسانی کیلئے اجرت پر مزدور رکھتا ہے یا مزدور کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا یہ مطالبہ باطل ہے اور اسی طرح مضارب یہ شرط نہیں لگا سکتا کہ رب المال بھی اس کے ساتھ ملکر کام کرے گا اور مضاربت میں اس طرح بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اتنا نفع فلاں کیلئے خاص ہو گا اور بقیہ میں سے دونوں کیلئے متعین کردہ نفع ہو گا کیونکہ کتاب و سنت میں اس طرح کی کوئی شرط نہیں ہے لہٰذا اس طرح کی شرط لگانا باطل ہے۔

مضارب اپنے شہر میں رہ کر کاروبار کرے یا اسے کہیں سفر پہ جانا پڑے اس کا خرچ اس کے ذمہ ہے وہ اصل سرمایہ میں سے خرچ نہیں کر سکتا ہے یہی موقف امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا ہے جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ حالت اقامت میں تو خرچ اس کے ذمہ ہے البتہ سفر میں جو خرچ ہو گا وہ اصل سرمایہ میں منہاء کیا جائے گا، مضاربت میں نفع پہلے سے متعین کرنا ضروری ہے تاکہ فریقین کو اپنا نفع معلوم ہو جائے اور وہ دونوں کی رضامندی سے متعین ہو گا اور جب کاروبار پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو نفع فوری طور پر تقسیم کیا جائے گا تاکہ بعد میں جھگڑا پیدا نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے جب ایک کاروبار میں نفع ہو جائے تو دوسرے میں خسارہ جس سے جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے اس لئے اگر کاروبار کے اختتام پر نفع تقسیم نہ کیا گیا اور نیا کاروبار شروع کر لیا گیا تو ابن حزم کے نزدیک یہ نفع راس المال بن جائے گا اور فریقین میں سے کسی کیلئے کچھ نفع نہیں ہو گا۔

مضاربت میں اگر مال کسی ناگہانی آفات کی وجہ سے ضائع ہو جائے یا کسی اور وجہ سے تلف ہو جائے تو مضارب پر کوئی ضمان نہیں ہے کیونکہ اس میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے البتہ اگر مضارب کی غفلت یا تعدی کی وجہ سے مال ہلاک ہو جائے تو پھر اس پر ضمان ہو گی نقصان کی بھرپائی مضارب کرے گا، مضارب رأس المال میں سے جو بھی خریدے گا اس میں وہ تصرف نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اسکا مالک نہیں ہے جیسے کوئی مضارب اصل سرمایہ میں سے لونڈی خرید لیتا ہے اور پھر اس سے وطی کر لیتا ہے تو ابن حزم کے نزدیک اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی کیونکہ وہ لونڈی صاحب المال کی ملکیت تھی اور مضارب کیلئے اس کے ساتھ وطی کرنا حرام تھا اس لئے اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مضارب جو کاروبار کرتا ہے وہ صاحب المال کے وکیل کی حیثیت سے کرتا ہے مالک کی حیثیت سے نہیں کرتا اس لئے جو اختیارات مالک کو حاصل ہیں وہ مضارب کو حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

عصر حاضر میں بینک میں بھی عقد مضاربت ہو رہا ہے ابن حزم کی فکر کے مطابق یہ عقد درست نہیں ہے کیونکہ عقد مضاربت میں اگر نقصان ہو جائے تو اس کا خسارہ صرف رب المال کے سر ہو گا اور نفع ہو تا ہے تو متعین شرح کے ساتھ اسے تقسیم کر لیا جائے گا جبکہ بینک میں اس طرح نہیں ہو تا کیونکہ اگر بینک کو کاروبار میں نقصان ہو تا ہے تو وہ بینک برداشت کرتا ہے جو مضارب ہے رب المال پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو تا، اسی طرح اگر بینک مشارکت کی بنیاد پر کسی رقم دیتا ہے تب بھی یہی خرابی لازم آتی ہے کہ اس صورت میں عقد شرکت میں نفع و نقصان میں شراکت ہوتی ہے اور نفع و نقصان برابر ہو تا ہے جبکہ بینک کو نقصان سے کوئی سروکار نہیں اس نے اپنا مقررہ نفع ہر صورت میں لینا ہے جو کہ ناجائز ہے اور عقد مضاربت میں بینک رب المال ہو گا اور بینک کا صارف مضارب اس لئے اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو وہ بینک کے ذمہ ہو گا جبکہ عصر حاضر میں بینک اس کا ذمہ نہیں اٹھاتا ہے خسارہ مضارب کے کھاتے میں پڑتا ہے اور بینک اپنا نفع لیتا رہتا ہے لہذا بینک کا عقد شرکت و مضاربت ابن حزم کے افکار کی روشنی میں درست نہیں ہے۔

خلاصہ بحث

معین یا غیر معین الفاظ کے ذریعے مضاربت میں ایجاب و قبول کرنا، مسلمان کا غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا، مضاربت کے سرمائے (رائس المال) کا معلوم ہونا، مضارب (عامل) پر واجب دین سے مضاربت کرنا، مضاربت میں منافع کی تقسیم، رب المال کا عمل (کام) میں مضارب کے ساتھ شریک ہونا، کسی کے ذمہ واجب الاداء یا غصب شدہ مال سے مضاربت کرنا، راس المال کو برقرار رکھ کر نفع کی تقسیم۔ مضاربت کے وہ مسائل جن میں احناف اور مالکیہ کا اختلاف پایا جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

عقد مضاربت میں معنوی طور پر ایجاب و قبول کرنے اور عروض یعنی سامان سے مضاربت کرنے میں احناف کا موقف ہے کہ جائز نہیں ہے جب کہ مالکیہ کے نزدیک جائز ہے اور عصر حاضر میں مالکیہ کی رائے کو ترجیح حاصل ہے۔ عامل یعنی مضارب کے علاوہ کسی دوسرے شخص پر واجب دین سے مضاربت کرنا اور ودیعت شدہ مال سے مضاربت کرنے کے حوالے سے دونوں مذاہب میں اختلاف پایا جاتا ہے اور عصر حاضر میں حنفی مذہب کو ترجیح حاصل ہے۔